باسمہ تعالیٰ

تِبْيَاناً لِكُلِّ شَيْءٍ (نحل/۸۹)

تبیان

جلد(۱) شمارہ(۹) ذی الحجہ ۱۴۳۸ھ ستمبر ۲۰۱۷ء

ماہ ذی الحجہ ایک نظر میں

۱۔یکم/ذی الحجہ	عقد حضرت علیؑ وحضرت فاطمہؑ
۲۔۷/ذی الحجہ	شہادت امام محمد باقرؑ
۳۔۹/ذی الحجہ	شہادت حضرت مسلمؑ ابن عقیل
۴۔۱۰/ذی الحجہ	عید الاضحیٰ
۵۔۱۵/ذی الحجہ	ولادت امام علی النقیؑ
۶۔۱۸/ذی الحجہ	عید غدیر
۷۔۲۴/ذی الحجہ	عید مباہلہ

مثالی شادی

تاریخ کے آیئنہ میں اگر دیکھا جائے تو شروع ہی سے سب جانتے تھے کہ علیؑ کے علاوہ کوئی، دختر رسولؐ کا کفو و ہم رتبہ نہیں ہے لیکن اس کے باوجود بھی اپنے آپ کو پیغمبرؐ کے قریبی سمجھنے والے کئی افراد اپنے دلوں میں دختر رسولؐ سے شادی کی امید لگائے بیٹھے تھے۔

مورخین نے لکھا ہے: جب سب لوگوں نے قسمت آزمائی کر لی تو حضرت علیؑ سے کہنا شروع کر دیا: اے علیؑ! آپ دختر پیغمبرؐ سے شادی کے لئے اقدام کیوں

نہیں کرتے؟ تو آپؑ فرماتے کہ "میرے پاس ایسا کچھ بھی نہیں ہے جس کی بناء پر میں اس راہ میں قدم بڑھاؤں"۔ لوگ کہتے کہ "پیغمبرؐ تم سے کچھ نہیں مانگیں گے"۔

آخر کار حضرت علیؑ نے اس پیغام کے لئے اپنے آپ کو آمادہ کیا اور ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیت الشرف میں تشریف لے گئے لیکن شرم و حیا کی وجہ سے آپ اپنا مقصد ظاہر نہیں کر پا رہے تھے۔

مورخین لکھتے ہیں: آپ اسی طرح دو تین مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر گئے لیکن اپنی بات نہ کہہ سکے۔ آخر کار تیسری مرتبہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھ ہی لیا: اے علی کیا کوئی کام ہے؟

حضرت علیؑ نے جواب دیا: ہاں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شاید زہرا سے شادی کی نسبت لے کر آئے ہو؟ حضرت علیؑ نے جواب دیا، جی ہاں۔ چونکہ مشیت الٰہی بھی یہی چاہ رہی تھی کہ یہ عظیم رشتہ برقرار ہو لہٰذا حضرت علیؑ کے آنے سے پہلے ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی کے ذریعہ اس بات سے آگاہ کیا جا چکا تھا۔ بہتر تھا کہ پیغمبرؐ اس نسبت کا تذکرہ زہراؑ سے بھی کرتے لہٰذا آپؐ نے اپنی صاحب زادی سے فرمایا: آپ، علیؑ کو بہت اچھی طرح جانتیں ہیں، وہ مجھ سے سب سے زیادہ نزدیک ہیں، علیؑ اسلام کے خدمت گذاروں اور با فضیلت افراد میں سے ہیں، میں نے خدا سے یہ چاہا تھا کہ وہ تمہارے لئے بہترین شوہر کا انتخاب کرے اور خدا نے مجھے یہ حکم دیا کہ میں آپ کی شادی علیؑ سے کر دوں۔ آپ کی کیا رائے ہے؟ حضرت فاطمہ زہراؑ خاموش رہیں، پیغمبر اسلامؐ آپ کی خاموشی کو آپ کی رضامندی سمجھ کر خوشی کے ساتھ تکبیر کہتے ہوئے وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر حضرت علیؑ کو شادی کی بشارت دی۔ (سیرہ پیشوایان / مہدی پیشوائی ص 29)

حضرت فاطمہ زہراؑ کا حق مہر

حضرت فاطمہ زہراؑ کا مہر ۴۰ مثقال چاندی قرار پایا اور اصحاب کے ایک مجمع میں خطبہ نکاح پڑھا دیا گیا۔ قابل غور بات یہ ہے کہ شادی کے وقت حضرت علیؑ کے پاس ایک تلوار، ایک زرہ اور پانی بھرنے کے لئے ایک اونٹ کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا، پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: تلوار کو جہاد کے لئے رکھو، اونٹ کو سفر اور پانی بھرنے کے لئے رکھو لیکن اپنی زرہ کو بیچ ڈالو تاکہ شادی کے وسائل خرید سکو۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سلمان فارسیؓ سے کہا: اس زرہ کو بیچ دو! جناب سلمانؓ نے اس

زرہ کو پانچ سو درہم میں بیچا۔ پھر ایک گوسفند (مینڈھا) ذبح کیا گیا اور اس شادی کا ولیمہ ہوا۔ جہیز کا وہ سامان جو دختر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر لایا گیا تھا، اس میں چودہ چیزیں تھی۔

زوجہ علیؑ، حضرت فاطمہ زہراؑ کا بس یہی مختصر سا جہیز تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چند باوفا مہاجر اور انصار اصحاب کے ساتھ اس شادی کے جشن میں شریک تھے (تحلیل سیرہ حضرت زہرا؛ علی اکبر بابا زادہ ص 3)۔ تکبیروں اور تہلیلوں کی آوازوں سے مدینہ کی گلیوں اور کوچوں میں ایک خاص روحانیت پیدا ہو گئی تھی اور دلوں میں سرور و مسرت کی لہریں موجزن تھیں۔ پیغمبر اسلامؐ نے اپنی صاحب زادی کا ہاتھ حضرت علیؑ کے ہاتھوں میں دے کر اس مبارک جوڑے کے حق میں دعا کی اور انہیں خدا کے حوالے کر دیا۔ اس طرح کائنات کے سب سے بہترین جوڑے کی شادی نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھ سادگی سے انجام پائی۔ آپؐ نے پانی کا ایک چلو بھرا اور اسے حضرت فاطمہؑ کے سر پر ڈالا اور پھر ایک چلو بھرا اور آپؑ کے ہاتھوں پر ڈالا اور کچھ پانی آپ کی گردن اور بدن پر ڈالا۔ پھر فرمایا: خدایا فاطمہ مجھ سے ہے اور میں فاطمہ سے ہوں پس جس طرح ہر پلیدی کو مجھ سے دور کیا اور مجھے پاک و پاکیزہ کیا ہے اسی طرح اس کو بھی پاک و طاہر کر دے اس کے بعد فاطمہؑ سے فرمایا کہ یہ پانی پیئں اور اس سے اپنے منہ کو دھوئیں اور ناک میں ڈالیں اور کلی کریں پھر پانی کا ایک اور برتن طلب کیا اور علیؑ کو بلایا اور یہی عمل دھرایا اور آپؑ کے لئے بھی اسی طرح دعا فرمائی اور پھر فرمایا: خداوندا! ان دونوں کے دلوں کو ایک دوسرے سے نزدیک اور مہربان کر دے اور انکی نسل کو مبارک کر دے اور انکے کاموں کی اصلاح فرما دے۔ (یوسفی غروی، محمد ہادی؛ موسوعۃ التاریخ الاسلام، ج ۲، ص ۲۱۵)

نتیجہ

امیر المؤمنین حضرت علیؑ اور سیدۃ نساء العالمین حضرت فاطمہ زہراؑ کی مثالی شادی نے دنیا کو یہ درس دیا کہ اگر انسان نظام ہدایت کی محوریت میں انتہائی سادہ طریقے سے شادی کرنا چاہے اور بہت ہی نیک اور مثالی زندگی بسر کرنا چاہے تو انکے لئے حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہ زہراؑ کی مثالی شادی آئیڈیل اور نمونہ ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام کی حیات طیبہ

ایک مختصر تعارف

تحریر: مولانا سید نجیب الحسن زیدی، قم

امام محمد باقر علیہ السلام کی ولادت باسعادت یکم رجب المرجب ۵۷ ہجری مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپؑ خاندان عصمت وطہارت کی وہ پہلی کڑی ہیں جنکا سلسلہ نسب ماں اور باپ دونوں کی طرف سے امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے جا کر ملتا ہے۔ اس لئے کہ آپکی والدہ امام حسنؑ سے ہیں اور والد گرامی امام حسین علیہ السلام سے۔ (ابن خلکان، وفیات الاعیان، جلد ۴، ص ۱۷۴)

آپکی کنیت ابو جعفر اور القاب، ہادی، وشاکر ہیں۔ باقر آپ کا سب سے معروف لقب ہے آپکو باقر اس لے کہا جاتا ہے کہ آپ علوم انبیاء کو شگافتہ کرنے والے ہیں۔ آپکے اس لقب کے سلسلہ میں جابر ابن عبد اللہ انصاریؓ سے یہ روایت ملتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپکو یہ لقب عنایت فرمایا تھا اور مجھ سے کہا تھا کہ انکا نام میرے نام سے شبیہ ہے اور وہ لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ سے مشابہ ہیں تم انہیں میرا سلام کہنا۔ (یعقوبی، جلد ۲، ص ۳۲۰)

آپکے علمی مرتبہ کا عالم یہ ہے کہ آپؑ کے لئے تاریخ میں الفاظ ملتے ہیں کہ ''تفسیر قرآن، کلام اور حلال وحرام کے احکام میں آپ یکتائے روزگار تھے۔'' (ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، الجزء الرابع، ص ۱۹۵) اور مختلف ادیان و مذاہب کے سربراہوں سے مناظرہ کرتے تھے۔ آپکے علمی مرتبہ کے لے اتنا کافی ہے کہ "اصحاب کرام، تابعین اور تبع تابعین اور عالم اسلام کے عظیم الشان فقہاء نے دینی معارف اور احکامات کو آپ سے نقل کیا ہے آپ کو علم ہی کی بنیاد پر اپنے خاندان میں فضیلت حاصل ہے۔ (شیخ مفید، الارشاد، جلد ۲ ص ۱۵۵)

آپؑ نے اپنی عمر کے چار بابرکت سال اپنے جد امام حسین علیہ السلام کے سایۂ شفقت میں گزارے اور ۳۸ سال اپنے والد گرامی علی ابن الحسین سید سجاد علیہ السلام کے زیر سایہ بسر کئے آپکا کل دور امامت سال پر مشتمل ہے۔ آپ واقعہ کربلا کے تنہا کمسن معصوم شاہد ہیں جنہوں نے چار سال کی کمسنی میں کربلا کے دردناک واقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے چنانچہ آپؑ خود ایک مقام پر فرماتے ہیں "میں چار

سال کا تھا کہ میرے جد حسین بن علی علیہ السلام کو شہید کیا گیا جو کچھ آپ کی شہادت کے وقت رونما ہوا وہ سب میری نظروں کے سامنے ہے۔ (یعقوبی، جلد ۲ ص ۳۲۰)

آپکی سیرت

آپ لوگوں کے ساتھ گھل مل کر رہتے تھے لوگوں میں صادق اور امین کے طور پر جانے جاتے تھے اپنے آباء واجداد کی طرح محنت و مشقت کرتے تھے، چنانچہ تاریخ میں ملتا ہے کہ ایک دن تپتے ہوئے سورج کے نیچے آپؑ کھیتی باڑی میں مصروف تھے کسی نے آپ کو شدید گرمی میں بیلچہ چلاتے ہوئے دیکھ لیا تو کہا "آپ بھی اس گرمی میں طلب دنیا کے لئے نکل آئے؟ اگر اس حالت میں آپؑ کو موت آ جائے تو کیا ہوگا؟ آپ نے جواب دیا اگر میں اس حالت میں مر جاؤں تو اطاعت خداوندی کی حالت میں اس دنیا سے جاؤں گا۔ اس لئے کہ میں اس محنت کے ذریعہ خود کو لوگوں سے بے نیاز کر رہا ہوں"۔ آپ ہمیشہ ذکر خدا میں مصروف رہتے بخشش و عطا میں آپ کی کوئی نظیر نہ تھی۔ (شیخ مفید، الارشاد، جلد ۲ ص ۱۶۱)

امام باقر علیہ السلام کے دور کے حالات

امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے دوران امامت جن مشکلات کا سامنا کیا وہ خود میں بہت پیچیدہ اور روح فرسا تھیں جن میں سے کچھ اہم مشکلات یہ ہیں:

۱۔ **سیاسی فساد:** آپ کے دور امامت میں آل مروان کی حکومت تھی جنہوں نے اپنی حکومت کے دوران جاہلی رسوم اور جاہلی افکار کو اسلامی معاشرہ پر مسلط کر رکھا تھا اور پورے حکومتی ڈھانچہ میں سیاسی فساد کی حکمرانی تھی۔

۲۔ **فرہنگی وثقافتی انحراف:** آل مروان نے فرہنگی وثقافتی اعتبار سے پورے اسلامی سماج کا جینا دوبھر کر دیا تھا اور کسی کو اس بات کی اجازت نہیں تھی کہ اسلامی اور محمدی کلچر کو معاشرہ میں بڑھاوا دے سکے، اسلامی تہذیب وثقافت کی جگہ جاہلی روسم نے لے رکھی تھی اور منحرف افکار کا دور دورہ تھا۔

۳۔ **اجتماعی فساد:** اجتماعی طور پر اس وقت کے اسلامی معاشرہ میں ایسا فساد تھا کہ ہر طرف بھید بھاؤ، نسلی برتری، نا انصافی، کے کیڑے نظر آ رہے تھے اور ان سے مقابلہ کا کسی کو یارا نہ تھا، امام محمد باقر علیہ السلام میں ان حالات میں تقیہ کرتے ہوئے آہستہ آہستہ اسلام کی حقیقی تعلیمات سے لوگوں کو روشناس کرایا اور فرہنگی وثقافتی میدان میں مسند درس کے ذریعہ تبدیلی کو اپنا شعار بنا کر معاشرے کی علمی اور فکری بنیادوں پر خاموشی کے ساتھ کام کیا۔

چنانچہ آپ نے مسجد النبیؐ میں مسند درس بچھا کر قرآنی آیات کی روشنی میں

تشنگان معارف اسلامی کو سیراب کیا اور مسجد نبی کو اسلامی ثقافت کے عالی شان محل میں تبدیل کر دیا۔ آپ نے بے شمار شاگردوں کی تربیت کی جنہوں نے قریہ قریہ جا کر اسلام کی حقیقی تصویر کو متعارف کیا ۱۹ سال کی جدو جہد کے دوران آپ نے جن شاگردوں کی تربیت کی ان میں ۴۶۷ لوگوں کے نام منابع میں اب بھی موجود ہیں (شیخ طوسی، رجال، ۱۰۲) جن میں زرارہ بن اعین، ابو بصیر مرادی، برید بن معاویہ بجلی، محمد بن مسلم ثقفی، فضیل بن یسار، جابر بن یزید جعفی وغیرہ خود اپنے آپ میں ایک اجتماع کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ آپ کی علمی اور ثقافتی تحریک ہی کا نتیجہ ہے کہ آج مکتب امامیہ کو ایک غنی اور ہمہ گیر مکتب کے طور پر جانا جاتا ہے۔ آج اگر مکتب امامیہ کو ایک مضبوط تصور کائنات رکھنے والے مذہب کے طور پر دنیا میں جانا جاتا ہے تو یہ آپ ہی کی جانفشانیوں اور کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ علمی اور فکری حلقوں میں جب بھی شیعیت کی بات ہوگی آپ کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا اس لے کہ شیعیت کی اساس اور بنیاد آپ کی کاوشوں کی رہین منت ہیں۔ آپ نے ظلمت و جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں مسجد نبویؐ میں بیٹھ کر چراغ علم نہ جلایا ہوتا تو شاید آج تعلیمات محمدیؐ کی جگہ جاہلی رسوم کو تقدس حاصل ہوتا۔ آج اگر محمدیؐ تعلیمات عام ہیں اور انکے اندر کشش و جاذبیت پائی جا رہی ہے تو یہ نتیجہ باقر آل محمدؑ کی جانفشانیوں کا۔ جب تک دنیا میں علم رہے گا دنیا آپ کو سلام کرتی رہے گی۔

علم کا شہر بھی سلام کہے
تیرا ایسا ہے مرتبہ باقر

مسجد امام جعفر صادق علیہ السلام
یاقوت محل ٹاکیز، یاقوت پورہ
کو چرم قربانی
دے کر ثواب دارین حاصل کریں
کارکن مسجد کے پاس موجود رہے گا